بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ — یوم جمعہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۰ پیسے

جلد ۵۲/۱۷ یکم امان ۱۳۴۲ ہش ـ شوال ۱۳۸۲ھ ـ یکم مارچ ۱۹۶۳ء ـ نمبر ۵۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ـ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ـ

ربوہ ۲۸ فروری بوقت ۸½ بجے صبح

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

جماعتِ احمدیہ نے مباہلہ کرنے سے کبھی انکار نہیں کیا

ہم اسلامی شرائط کے مطابق مباہلہ کیلئے ہر وقت تیار ہیں

مولوی منظور احمد صاحب چنیوٹی کی دعوت مباہلہ اور ہنگامہ آرائی پر دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ سے متعلق جو خبریں شائع ہوئی ہیں ان میں بعض اخبارات نے یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ گویا جماعت احمدیہ نے دعوتِ مباہلہ قبول کرنے سے انکار کیا ہے۔ یہ تاثر سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ جماعت احمدیہ اسلام کے مقرر کردہ طریق کے مطابق بعد تصفیہ شرائط مباہلہ کرنے پر آمادہ تھی لیکن مولوی منظور احمد نے شرائط کا تصفیہ کئے بغیر ہی ازخود مباہلہ کی تاریخ مقرر کر کے اعلان کر دیا کہ وہ عید الفطر کے موقعہ پر نمازِ عید کے بعد دریائے چناب کے دونوں پلوں کے درمیان مباہلہ کا اجتماع کریں گے ان کا تصفیہ شرائط سے گریز اور ان کی یہ سراسر یکطرفہ کارروائی صاف اس امر پر دلالت کرتی تھی کہ وہ محض ہنگامہ آرائی اور فساد کی نیت سے یہ سارا کھیل کھیل رہے ہیں۔ چنانچہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب جھنگ نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر کے اس ہنگامہ آرائی کا دروازہ بند کر دیا۔

مولوی منظور احمد جس ہنگامہ آرائی پر تُلے ہوئے تھے اس کا پس منظر یہ ہے کہ انہوں نے ایک عرصہ قبل حضرت امام جماعت احمدیہ کو مباہلہ کی دعوت دی اس کے جواب میں جماعت احمدیہ کی طرف سے یہ موقف اختیار کیا گیا کہ مباہلہ کوئی کھیل نہیں ہے۔ یہ خدا تعالیٰ سے حق و باطل میں فیصلہ کرانے کا آخری طریق ہے جس کے لئے کچھ شرائط ہیں جن کا پہلے طے ہونا ضروری ہے۔ ان میں سے ایک ضروری شرط یہ ہے کہ مباہلہ وسیع الاثر ہو۔ یعنی دونوں طرف سے ایسے علماء اور لیڈر میدان میں آئیں جو اپنی اپنی جماعت یا قوم میں نمائندوں کی حیثیت رکھتے ہوں۔ تاکہ ان پر مباہلہ کا اثر ساری جماعت یا قوم پر حجت ہو سکے۔ چنانچہ مولوی منظور احمد نے اس تعلق میں جو آخری چٹھی لکھی تھی اس کے جواب میں جماعت احمدیہ کی طرف سے انہیں لکھا گیا ہے

”حالات یہ ہیں کہ آپ ابھی تک باقاعدہ مطلوبہ سند نمائندگی پیش نہیں کر سکے اور ابھی تک آپ سے شرائط مباہلہ کا بھی تصفیہ نہیں ہوا.... شرائط کے تصفیہ کے بغیر ہی آپ یکطرفہ ازخود تاریخ مقرر کر کے دریائے چناب پر مباہلہ کے لئے پہنچنے کا اپنی چٹھی میں ذکر فرما رہے ہیں یہ طریق محض ہنگامہ آرائی اور شہرت پسندی کا مظہر ہے۔ یہ صورتِ حال اس تقویٰ، خدا ترسی اور خشیت اللہ کے سراسر منافی ہے جو طالب حق مباہلین کو اختیار کرنی چاہیئے۔ اگر آپ اس قسم کی ہنگامہ آرائی کے مرتکب ہوں گے تو نتائج کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔ بہتر ہوگا کہ آپ شہرت پسندی اور ہنگامہ آرائی کو چھوڑ کر سنجیدگی کا طریق اختیار کریں“۔ (کتابچہ مولوی منظور احمد چنیوٹی سے مطالبہ ص۴ و ۵)

پھر انہیں یہ بھی لکھا گیا۔

”اگر آپ سنجیدگی سے مباہلہ کے ذریعہ اپنے مزعومہ روزمرہ کے جھگڑے کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو مباہلہ کو آیت قرآنی قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکٰذبین کے مطابق زیادہ سے زیادہ وسیع الاثر بنانا چاہیئے۔“ (کتابچہ مذکور ص۷)

مزید برآں انہیں یہ بھی لکھا گیا:۔

”آپ کو پاکستان کے کم از کم چالیس مقتدر اور مسلّمہ جید علمائے اہل السنت کی طرف سے یہ اعلان کرانا چاہیئے کہ وہ مباہلہ کی شرائط کے تصفیہ کے لئے آپ کو نمائندہ منتخب کرتے ہیں اور وہ آپ کے ساتھ مباہلہ میں خود بھی شامل ہوں گے تا مباہلہ کا اثر وسیع ہو۔ اور اہل السنت کے ہر مکتب خیال کے عوام کے لئے یہ مباہلہ حجت ہو سکے“۔ (کتابچہ مذکور ص۶)

نیز اسی خط میں انہیں یہ بھی اطلاع دی گئی:۔

”ان چالیس علماء کے بالمقابل مباہلہ کے میدان میں جماعت احمدیہ کی طرف سے بھی چالیس علماء سلسلہ احمدیہ مباہلہ میں شامل ہوں گے بریں اندریں حالات

(باقی دیکھیں ص۸ پر)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۲۸ فروری۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

”طبیعت پہلے جیسی ہے“۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعاؤں میں لگے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

آمین اللّٰھم آمین

جماعت احمدیہ لاہور کے زیر اہتمام ایک اہم اجلاس

جماعت احمدیہ لاہور کے زیر اہتمام مورخہ ۳ مارچ ۱۹۶۳ء بروز اتوار تین بجے بعد دوپہر وائی ایم سی اے ہال لاہور میں ایک اہم جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس سابق امام مسجد لنڈن ”اسلام کا عالمگیر غلبہ“ کے موضوع پر تقریر فرمائیں گے نیز اس اجلاس میں مبلغ انگلستان نیز مکرم سید کمال یوسف صاحب، مکرم احمد شمشیر سوکیہ صاحب آف ماریشس اور مکرم یوسف عثمان صاحب آف مشرقی افریقہ بھی مختلف ممالک میں تبلیغ اسلام کے حالات پر روشنی ڈالیں گے احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر مستفید ہوں۔

سیکرٹری اصلاح و ارشاد
جماعت احمدیہ لاہور

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ یکم مارچ ۱۹۶۳ء

دوسروں پر فتویٰ لگانے والے اداروں کی بعض مذبوحی حرکات

پچھلے دنوں قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی ایک کتاب کے چند اقتباسات کی بنا پر خود دیوبند کے دارالافتاء سے مہتمم موصوف کے خلاف فتویٰ جاری ہوا تھا۔ مستفتی نے یہ اقتباسات بغیر کتاب یا مصنف کا نام لئے بھیجے تھے۔ جب مفتیان دیوبند کو معلوم ہوا کہ ان کا فتویٰ تو خود ان کے ہی بڑے افسر مہتمم دارالعلوم کے برخلاف دیا گیا ہے تو انہوں نے اس کی تلافی یہ کی کہ انہی اقتباسات کو بلا ضرر قرار دے دیا اور کہا کہ یہ تو محض ایک لطیفہ کے طور پر کہا گیا ہے الفضل کے کسی گزشتہ اداریہ میں اس کا ذکر آچکا ہے۔

اس سے بھی بڑھ کر قارئین حیران ہوں گے کہ دیوبند کے دارالافتاء نے اسی قسم کا فتویٰ خود حضرت محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بھی اسی طرح جاری کر دیا تھا جس کی تلافی جناب قاری محمد طیب صاحب ہی کو کرنی پڑی تھی۔ ذیل میں ہم اس فتویٰ کے متعلق کچھ تفصیل ماہنامہ طلوع اسلام سے نقل کرتے ہیں:۔

"ایک اچھے بھلے اسلام کے مدعی کے خلاف کفر کا فتویٰ کیسے صادر ہوتا ہے؟ اس کے کفر و ایمان کے جانچنے کے لئے کن امور کو وجہ جواز بنایا جاتا ہے؟ ان نازک فیصلوں میں کون سے شواہد سامنے رکھے جاتے ہیں اور اس کے لئے کس قدر تحقیق سے کام لیا جاتا ہے — اس کا اندازہ اس سے لگائیے کہ کچھ عرصہ ہوا ایک ستم ظریف نے مولانا قاسم نانوتوی علیہ الرحمۃ بانیٔ دارالعلوم دیوبند کی کتاب "تصفیۃ العقائد" سے کچھ سطور نقل کیں اور یہ بتائے بغیر کہ یہ اقتباسات کہاں سے لئے گئے ہیں دارالعلوم دیوبند ہی کے دارالافتاء کو بھیج کر شرعی فیصلہ طلب کیا۔ دارالافتاء کے مفتیان کرام نے بلا کسی ادنیٰ تحقیق کے کہ ان سطور کا راقم کون سا ہے اور یہ کہاں سے نقل کی گئی ہیں جو فتویٰ صادر فرمایا وہ بالفاظ حسب ذیل ہے:۔

فتویٰ ۱۱۲۸ الجواب:۔
انبیاء علیہ السلام معاصی سے معصوم ہیں ان کو مرتکب معاصی سمجھنا (العیاذ باللہ) اہل سنت والجماعت کا عقیدہ نہیں اس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریرات کا پڑھنا جائز بھی نہیں۔

فقط۔ واللہ اعلم۔ سید احمد علی سعید
نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

جواب صحیح ہے۔ ایسے عقیدے والا کافر ہے۔ جب تک وہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح نہ کرے اس سے قطع تعلق کریں۔ (دستخط) مسعود احمد عفا اللہ عنہ

مہر دارالافتاء دیوبند۔ فی الہند

(اختلافات عقیدہ و مسلک کی حقیقت ص ۹-۱۰ از عامر عثمانی

بحوالہ سہ روزہ "دعوت" دہلی بابت ۱۷ر جنوری ۱۹۵۶ء)

فتویٰ صادر کئے جانے کے بعد جب حقیقت سے پردہ اٹھا اور معلوم ہوا کہ جس تحریر پر کفر کا یہ فتویٰ صادر کیا گیا ہے وہ تو خود حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند کی ہے تو مذہب و شخصیت کے پرستاروں میں ہیجان و اضطراب کی ایک قیامت سی برپا ہو گئی۔ اسی دارالعلوم کے سند یافتہ ہزاروں کی تعداد میں عالم۔ خطیب، مفتی اور معلم بن کر برصغیر میں پھیلے ہوئے تھے۔ اسی دارالعلوم کے تقدس مآب بانی کے خلاف کفر کا فتویٰ صادر ہو رہا تھا اور سب سے بڑی قیامت یہ کہ یہ فتوے دینے والے کسی دوسرے فرقے کے مفتی نہیں تھے جنہوں نے جذبۂ مخالفت سے ایسا کیا بلکہ یہ حضرات خود دیوبند ہی کے دارالافتاء کے مسند نشین اور مفتی تھے جنہوں نے اپنی زندگی میں شاید کسی ایک کافر کو تو مسلمان نہ کیا ہو لیکن آئے دن دعوت ایمانی کے پیروؤں کو دائرہ ایمان سے خارج قرار دینا ان کا مقدس پیشہ بن چکا تھا — وہ اسے خدمت دین سمجھ کر بصد فخر سرانجام دے رہے تھے — اور اب شومیٔ قسمت سے ان کے نوک قلم کی زد اپنے ہی مکتبہ فکر کے واجب الاحترام بانی پر پڑ رہی تھی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

لیکن اب تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ برصغیر کی سب سے بڑی مذہبی درسگاہ کی عزت و ناموس خود وہیں کے فتوے بازوں کے قلم کی نوک سے چھلنی چھلنی ہو کر رہ گئی۔ دیوبند کا سارا وقار داغدار ہو گیا۔ اور اس داغ کو دھونے کے لئے جو کچھ کرنا پڑا اس کی تفصیل بڑی طویل ہے۔ اس کا ایک گوشہ وہیں کے ماہنامہ "تجلی" کے مدیر محترم عامر عثمانی صاحب کے قلم سے سامنے آتا ہے وہ تحریر فرماتے ہیں سنا گیا ہے کہ فخر الاماثل محترم و معظم جناب مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اس فتوے سے متعلق کوئی بہت طویل توضیحی مضمون اشاعت کے لئے اخبارات کو بھیجا ہے۔ یہ ابھی تک ہماری نظروں سے نہیں گزرا۔ بے شک مذکورہ فتوے سے حضرت العلامہ مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے دامن پر جو سیاہی حد درجہ افسوسناک طور پر ڈالی گئی ہے اس کو دھونا نہ صرف حضرت موصوف کا فرض ہے بلکہ ہر اس شخص کا فرض ہے جو حضرت مولانا قاسم رح کی فضیلت و عظمت سے باخبر ہو اور چونکہ یہ اس فتوے سے دارالعلوم جیسے معزز ادارے کی ہوئی ہے اس کی مناسب تلافی کے لئے حضرت مہتمم صاحب سے زیادہ موزوں اور بہتر اور کون ہو سکتا ہے۔

(اختلافات عقیدہ و مسلک کی حقیقت ص ۱۵

از عامر عثمانی)

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔

لیکن یہ چیز فی الحقیقت تلافی نہیں کرے گی کیونکہ حضرت مولانا قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خاکم بدہن کافر و گمراہ ہونا تو کجا معمولی غلط نویس ہونا بھی نہ تو اس شخص کے نزدیک درست ہے جس نے اپنے مضمون میں مذکورہ فتوے کو نقل کیا ہے۔ نہ ہم ایک منٹ کے لئے بھی یہ تصور کر سکتے ہیں کہ حضرت مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے ایسی بات نکل سکتی ہے جو قرآن و سنت کے سراسر خلاف ہو۔ مضمون نگار کا اور ہمارا بالیقین یہی خیال اور فیصلہ ہے کہ غلطی فتوے دینے والوں کی ہے اور غلطی کے پیچھے بے علمی نہیں عصبیت کارفرما ہے۔ تب مولانا قاسم صاحب رح کی عبارت کی توثیق و تصویب تحصیل حاصل سے زیادہ کچھ نہیں۔ بلکہ اس سے یہ حقیقت اور بھی زیادہ ثابت و صادق ہو جائے گی کہ زاویۂ نگاہ اگر صالح نہ ہو تو صحیح سے صحیح تر چیز بھی غلط سے غلط تر نظر آ سکتی ہے۔

(ایضاً ص ۱۰-۱۱)

"طلوع اسلام" نے قاری محمد طیب صاحب پر جو فتویٰ دیا گیا ہے اس کے کوائف بھی تفصیل سے شائع کئے ہیں۔ اور فتویٰ بازی کے طریق پر تنقید کرنے کے اور طویل بحث کے بعد یہ حل پیش کرتا ہے:۔

"سوال یہ ہے کہ اس بات کی ضرورت کیوں لاحق ہوتی ہے کہ یہ تعین کیا جائے کہ فلاں شخص مسلمان ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ اس کی ضرورت قانونی ہے۔ (مثلاً آئین پاکستان میں یہ شق موجود ہے کہ صدر مملکت مسلمان ہی ہو سکتا ہے غیر مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اس مقصد کے لئے ضروری ہے کہ یہ تعین کیا جائے کہ جو شخص منصب صدارت کے لئے امیدوار ہے (یا منتخب کیا جا رہا ہے) وہ اس شرط کو پورا کرتا ہے یا نہیں۔ یہ اتفاق ہے کہ اس وقت تک کسی نے یہ سوال اٹھایا نہیں۔ اگر یہ سوال اٹھایا جائے تو ظاہر ہے کہ اس کے متعلق حکومت کی کوئی مستند اتھارٹی ہی فیصلہ دے گی نہ کہ زید۔ بکر۔ عمر۔ اصل یہ ہے کہ اس کے متعلق خود آئین کے اندر تصریح ہونی چاہیئے کہ اس مقصد کے لئے مسلمان کسے تصور کیا جائے گا — جس طرح مثلاً یہ تصریح موجود ہے کہ ووٹر کون ہو سکتا ہے)۔

ان اشارات سے واضح ہے کہ اس امر کا حق کسی فرد کو حاصل ہی نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ دوسروں کے کفر اور اسلام کا فیصلہ کرے۔ اس کا فیصلہ حکومت کو کرنا چاہیئے۔ جب حکومت اسے اپنے ہاتھ میں لے لے تو پھر یہ چیز قانوناً ممنوع ہو جائے گی کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے کفر اور اسلام کے متعلق فتوے صادر کرے۔ یہ ہے اس کافر سازی کے فتنہ کو روکنے کا اصل طریق"۔ (طلوع اسلام ص ۲۳)

ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ "طلوع اسلام" نے بھی کوئی حل پیش نہیں کیا کیونکہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو دنیا کی لاکھوں حکومتیں بھی اس کو غیر مسلمان قرار نہیں دے سکتیں۔ طلوع اسلام نے جس خیال سے یہ حل پیش کیا ہے وہ بھی محل نظر ہے۔ ہم اس کی تفصیل اور اس کے متعلق کسی آئندہ اداریہ میں بحث کریں گے اور دکھائیں گے کہ طلوع اسلام کا مشورہ نہایت خطرناک ہے اور یہ فتنہ فتویٰ باز مولویوں سے بڑھ کر حکومتی سطح اختیار کر لیگا اور باغیانہ سرگرمیوں کے جواز کے لئے بنیاد کا کام دے گا۔

شذرات

دعویٰ اور عمل

جماعت اسلامی کا آرگن سہ روزہ ایشیا لاہور ایک سوال کے جواب میں لکھتا ہے:

"سنت اللہ شروع سے ہی کچھ یونہی چلی آرہی ہے کہ داعیان حق پر ابتلاؤں کے پہاڑ ٹوٹیں ان پر مخالفتوں کی یلغار ہو۔ انہیں ستایا جائے اور حق کی تحریک کو قدم قدم پر اپنوں اور بیگانوں کی دسیسہ کاریوں کا سامنا کرنا پڑے جماعت اسلامی بھی اپنے ارادے اور نیت کے اعتبار سے داعیان حق کی ایک جماعت ہے کیسے ممکن تھا کہ سنت اللہ اس کے معاملہ میں بدل جاتی اور شیطان غافل ہو بیٹھتا"

(ایشیا ۱۶ جنوری ۱۹۶۳ء)

ہمیں علم نہیں کہ جماعت اسلامی والوں پر وہ کونسے "ابتلاؤں کے پہاڑ" ٹوٹے ہیں۔ اور "مخالفتوں کی یلغاریں" ہوئی ہیں۔ جن کی بناء پر وہ "داعیان حق" کہلانے کا شوق پورا کرنا چاہتے ہیں۔ البتہ اگر کسی دعوے کو پرکھنے کا حقیقی معیار اعمال و کردار ہیں تو اس معیار کے آئینہ میں تو ان کا مقام "داعیان حق" کی بجائے مخالفین حق میں نظر آتا ہے۔

جاننے والے جانتے ہیں کہ ۱۹۵۳ء کے فسادات میں جماعت اسلامی نے کیا کردار ادا کیا۔ فسادات کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ اس پر گواہ ہے کہ

"جماعت (اسلامی) کو خوب معلوم تھا کہ ڈائرکٹ ایکشن کے پروگرام سے نہایت خوفناک قسم کے فسادات رونما ہوں گے ... جماعت اسلامی کی جاری کردہ ہدایات میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے یہ ظاہر ہو سکے کہ جماعت ڈائرکٹ ایکشن کے پروگرام کی حامی یا مؤید نہیں ہے..... مولانا (مودودی صاحب) نے سرکش رویہ اختیار کیا۔ تمام واقعات کا الزام حکومت پر عائد کیا اور فسادی عنصر کو تشدد کا شکار سمجھ کر ان سے عام ہمدردی پیدا کرنے کی کوشش کی .... اسی جماعت کے بانی نے آگ اور خون کے اس ہولناک ہنگامے کے درمیان "قادیانی مسئلہ" کا بم پھینک دیا ..... بہت سے اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں اور پولیس سپرنٹنڈنٹوں نے جو اطلاعات بصیغہ راز بھیجیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت اسلامی کے ممبروں نے فسادات میں حصہ لیا۔"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء صفحہ ۲۲۷ تا ۲۴۲)

کیا آگ اور خون کے ہولناک ہنگاموں اور فسادات میں حصہ لینا داعیان حق کا کام ہوا کرتا ہے یا مخالفین حق کا؟

اردو اشعار میں پنجابی الفاظ

ہفت روزہ قندیل لاہور میں "اردو شاعری میں ایک لسانی تجربہ" کے زیرِ عنوان ایک مضمون میں ڈاکٹر اقبال مرحوم کی مندرجہ ذیل تحریر شائع ہوئی ہے۔

"جو زبان ابھی زبان بن رہی ہو۔ اور اس کے محاورات اور الفاظ جدید ضروریات کو پورا کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً اختراع کئے جارہے ہوں۔ اس کے محاورات وغیرہ کی صحت اور عدم صحت کا معیار قائم کرنا میری رائے میں محالات سے ہے .... علم السنہ کا یہ ایک مسلمہ اصول ہے جس کی صداقت اور صحت تمام زبانوں کی تاریخ سے واضح ہوتی ہے۔ اور یہ بات کسی لکھنوی یا دہلوی کے امکان میں نہیں ہے کہ اس اصول کو روک سکے۔ تعجب ہے کہ میز۔ کمرا۔ کچہری۔ نیلام۔ وغیرہ اور فارسی اور انگریزی کے محاورات کے لفظی ترجمے تو بلا تکلف استعمال کرو۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنی اردو تحریر میں کسی پنجابی محاورے کا لفظی ترجمہ یا کوئی پرمعنی پنجابی لفظ استعمال کرے تو اس کو کفر و شرک سمجھو اور باتوں میں اشتقاق ہو تو ہو مگر یہ مذہب منصوص ہے کہ اردو کی چھوٹی بہن پنجابی کا کوئی لفظ اردو میں گھسنے نہ پائے یہ قید ایسی قید ہے جو علم زبان کے اصولوں کے صریح خلاف ہے اور جس کا قائم و محفوظ رکھنا کسی فرد بشر کے امکان میں نہیں ہے۔"

(قندیل ۳ فروری بحوالہ "ذکر اقبال")

جو لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنے اردو منظوم کلام میں بعض پنجابی الفاظ کیوں استعمال فرمائے ہیں وہ اس حوالہ پر غور کریں۔

یورپ کی اہلی زندگی

روزنامہ نوائے وقت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ:۔

"ان دنوں دارالعوام میں پارلیمنٹ کے ایک رکن مسٹر لیو ابسٹر کا غیر سرکاری مسودہ قانون زیر بحث ہے جس کا نام ہے "شادی کے مسائل اور دو باز تصفیہ کا قانون" .... اس غیر سرکاری بل کا اصل مقصد یہ ہے کہ برطانوی گھرانوں میں ازدواجی تعلقات کو کس طرح خوشگوار بنایا جائے۔ اور میاں بیوی کے درمیان تنازعات پیدا ہو جائیں تو ان کے تصفیہ کے لئے کیا صورتیں اختیار کی جائیں جن کی بناء پر یہ تنازعات ختم ہو سکیں۔ اس بل کی ایک دفعہ میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی شوہر مسلسل سات سال تک مفقود الخبر رہے۔ تو یہ تصور کر لیا جائے کہ وہ زندہ نہیں اور اس کی بیوی کو از خود یہ حق حاصل ہو جائے کہ وہ دوسری شادی کرلے اور وہ مطلقہ تصور کر لی جائے۔

اس مسودۂ قانون کے متعلق ملک کے طول و عرض سے برطانوی ارکان پارلیمنٹ کو احتجاجی تار اور خطوط موصول ہو رہے ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ یہ مسودہ قانون عیسائی مذہب کے سراسر خلاف ہے اسے منظور نہ کیا جائے۔ عیسائیوں کے قانون کے مطابق ایک مرتبہ شادی ہو جانے کے بعد اسے صرف موت ہی ختم کر سکتی ہے۔ اسے ختم کرنے کا دوسرا کوئی ذریعہ نہیں یہی وجہ ہے کہ جب برطانیہ میں ایک مرتبہ کسی کو طلاق ہو جائے تو دوبارہ گرجا میں شادی نہیں ہو سکتی۔"

(نوائے وقت ۲۱ فروری ۱۹۶۳ء)

یہ طویل خبر اس لئے نقل کی گئی ہے۔ تاکہ قارئین اندازہ لگا سکیں کہ موجودہ عیسائیت کے غیر فطری اور ناقص قوانین کی وجہ سے یورپ کی اہلی زندگی میں کتنی مشکلات درپیش ہیں۔ زندگی کے عملی میدان میں فطری طور پر طلاق یا تعدد ازدواج کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ لیکن عیسائیت کے قوانین اس ضرورت کی راہ میں سنگ گران بن کر حائل ہیں نتیجہ یہ ہے کہ اس ضرورت کو ناجائز ذرائع سے پورا کرنے کی خاطر بے راہ روی اور بداخلاقی کو وسیع پیمانے پر اختیار کر لیا گیا ہے۔

عیسائیت کے قوانین کا اگر اسلام کے ساتھ موازنہ کیا جائے۔ تو پھر اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہمیں کتنا کامل اور مکمل ترین دین عطاء فرمایا ہے۔ جو انسانی ضرورت و احتیاج کے ہر پہلو اور ہر گوشہ پر حاوی ہے۔ معاملہ میں ہماری بہترین راہ نمائی کرتا ہے اور فطرت کے تقاضوں کو پوری طرح ملحوظ رکھتا ہے۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد

(شیخ خورشید احمد)

مجاہدین تحریک جدید کیلئے خوشخبری

مجاہدین تحریک جدید یہ سنکر خوش ہوں گے کہ ۲۹ رمضان المبارک تک اپنا چندہ سو فیصدی ادا کرنے والے بھائیوں اور بہنوں کے نام بغرض دعا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء کو پیش کر دیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی قربانیوں کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے مزید خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(وکیل المال تحریک جدید)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے مکرم مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان کو مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۶۳ء دوسری لڑکی عطا فرمائی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولودہ کا نام راشدہ تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم مولوی صاحب کا چوتھا بچہ ہے۔ اس سے قبل اللہ تعالیٰ نے تین بچے (دو لڑکے اور ایک لڑکی) عطا کئے ہوئے ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا کرے اور نیک صالحہ اور خادمہ دین بنائے اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بلند اقبال اور والدین کے لئے قرۃ العین ثابت ہو۔

انّما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماءُ

تقریر "ختمِ نبوّت" پر مصری صاحب کا تبصرہ اور ہمارا جواب

از مکرم جناب قاضی محمّد نذیر صاحب لائلپوری

(قسط ۲)

تیسرے مغالطے کا الزام

مصری صاحب نے قبل ازیں جو دو مغالطے میری طرف منسوب کئے تھے میں ان کا شافی جواب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دے چکا ہوں۔ جناب مصری صاحب نے تیسرا الزام میری اس بات پر لگایا ہے کہ میں نے اپنی تقریر "حقیقت نبوت" میں کہا تھا:۔

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اِس قسم کا کوئی نبی ظاہر نہیں ہوا جس کی نبوت امتی ہو۔ یعنی جو بیک وقت امتی بھی ہو اور نبی بھی"۔

میرے اس بیان پر مصری صاحب مجھے الزام دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"قاضی صاحب کا یہ بیان حضرت اقدس کی تحریروں کے صریح خلاف ہے حضور نے براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳۸ پر صاف لکھا ہے کہ وہ نبی نبی ہی نہیں جو اپنے کامل متبع کو امتی نبی نہ بنائے اِس طرح یو تبع کو امتی بھی کہا ہے اور نبی بھی۔ دیکھو ازالہ اوہام ص۱۷۰ اور اشتہار ایک غلطی کا ازالہ اور تحفہ گولڑویہ ص۶۰ اور یہ قابل قبول نہیں کہ جناب قاضی صاحب حضور کی ان عبارتوں کا علم نہ ہو۔ پھر جانتے ہوئے ان کو چھپانے کی کوشش کرنا کیا معنے رکھتا ہے"۔

(اخبار پیغام صلح ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء ص کالم ۳)

الجواب مصری صاحب نے مجھ پر خط کشیدہ الفاظ میں نہ صرف طنز کی ہے بلکہ حق کو چھپانے کا الزام لگایا ہے جو شریف لوگوں کے نزدیک صریح بددیانتی ہوتی ہے۔ واقعی اگر میں نے دانستہ حق کو چھپایا ہے تو مجھ سے بڑھ کر بددیانت کون ہو سکتا ہے۔

جناب مصری صاحب آپ کو خوب معلوم ہے کہ میں اپنی تقریر میں ایسے امتی نبی کے گزشتہ امتوں میں موجود ہونے کا انکار کر رہا تھا جو نبوتِ مطلقہ کا حامل ہو۔ محدثیت کی حد تک امتی نبی تو بے شک سابقہ امتوں میں بھی ہوتے رہے ہیں میں تو اس امتی نبی کے متعلق جو واقعی نبی ہوتا ہے یہ بحث کر رہا تھا کہ ایسا امتی نبی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی ظاہر نہیں ہوا۔ لہٰذا اگر آپ کے پیشکردہ حوالوں میں صریح طور پر وہ الفاظ بھی موجود ہوں جن کا آپ نے ذکر فرمایا ہے تو ایسے لوگوں کو محدث ماننا پڑے گا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پہلی امتوں میں ایسے لوگ گزرے ہیں جن سے خدا ہمکلام ہوتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہوا تو عمرؓ ضرور ہیں۔ اور ایک دوسری حدیث میں انہیں محدّث قرار دیا ہے اور حضرت عمرؓ کو بھی محدّث قرار دیا ہے۔ نیز محدث کے متعلق حضرت مسیح موعود ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں کہ وہ "امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی"۔

لیکن میں اپنی تقریر میں اُس امتی نبی کا ذکر کر رہا تھا جو محدثینِ امم سے بڑھ کر اور بالا مقام رکھتا ہے اور واقعی نبی ہوتا ہے۔ اور ایسا نبی امّتِ محمدیہ میں ایک ہی ہوا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نبی کا نام ظلی نبوت کے وصف کو کامل طور پر پانے کی وجہ سے دیا ہے آپ کے علاوہ کسی محدث کو خدا تعالیٰ نے نبی کا نام نہیں دیا حالانکہ مسیح موعود کے نزدیک امت محمدیہ میں محدثین کا فیصلہ اس قدر بکثرت ثابت ہوتا ہے جس سے انکار کرنا غافل اور بے خبر کا کام ہے۔ براہین احمدیہ ص۲۴۵ حاشیہ ۱۱۔

جناب مصری صاحب نے مجھے الزام دینے کے لئے براہین احمدیہ کے حوالہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"حضور نے براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳۸ پر صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ وہ نبی نبی ہی نہیں جو اپنے کامل متبع کو امتی نبی نہ بنائے"۔

جناب مصری صاحب کے وہ الفاظ جن پر میں نے خط کھینچ دیا ہے مجھے ص۱۳۸ پر نہیں ملے بلکہ اس جگہ ان الفاظ کی بجائے یہ لکھا ہے کہ:۔

"وہ دین دین نہیں ہے اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکے"۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ ص۱۳۸)

پس اس جگہ یہ الفاظ مذکور نہیں کہ وہ نبی نبی نہیں جو اپنے کامل متبع کو امتی نبی نہ بنائے بلکہ اس جگہ صرف یہ بتایا گیا ہے کہ وہ نبی نبی نہیں جس کی متابعت سے انسان مکالمات الٰہیہ سے مشرف نہ ہو سکے۔ میں اس جگہ مصری صاحب پر کوئی الزام نہیں لگاتا بلکہ صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ کی پیشکردہ عبارت میں مکالمات مخاطبات سے مشرف ہونے کو امتی نبی قرار دینا مراد ہو اور وہ دین دین نہیں سے دین کا لفظ عام مراد لیا جائے تو اسلام اور ادیانِ سابقہ میں اس فرق کو ملحوظ رکھنا بہرحال ضروری ہوگا کہ اسلام سے پہلے سچے ادیان اور انبیاء کی پیروی سے ان کے اظلال صرف محدثیت کے مقام تک ترقی کرتے تھے۔ پہلے ادیان اور پہلے انبیاء کی پیروی سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اس حد تک نہیں ملتا تھا کہ اس مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ پانے سے کسی کو نبی کا نام بھی ملا ہو جیسا کہ حدیث نبوی یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء سے ظاہر ہے انبیاء میں سے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی بوجہ خاتم النبیین ہونے کے یہ خاص امتیاز اور فخر حاصل ہے کہ آپ کی پیروی کمالات نبوت بھی بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش بھی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام خاتم النبیین کی تشریح میں حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"اللہ جلشانہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپکو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی"۔

(حقیقۃ الوحی حاشیہ ص۹۷)

پس یہ جامع قوتِ قدسیہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو ملی ہے اور آپ کے خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے ملی ہے کہ آپ کی پیروی سے محدثیت کی حد تک کمالاتِ نبوت بھی ملتے ہیں جو پہلے نبیوں کی پیروی سے بھی ملتے تھے۔ اور آپکی توجہ روحانی نبی تراش بھی ہے۔ اور آپ سے پہلے نبی تراش ہونے کا وصف کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا اس لئے یہ جامع قوت قدسیہ کسی پہلے نبی کو نہیں ملی دوسرے انبیاء کی قوت قدسیہ صرف محدث تراش تک تھی یعنی انکی پیروی سے ایک حد تک کمالات نبوت سے حصہ ملتا تھا۔ مگر ایسے لوگ عند اللہ نبی نہ ہوتے تھے۔

جناب مصری صاحب اگر یہ جامع قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو بھی ملی ہے تو پھر تو اُسے بھی نبی تراش کے معنوں میں خاتم النبیین ماننا پڑیگا اور خاتم النبیین کا یہ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص نہیں رہے گا۔ اور ایسا عقیدہ تو معصیت ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔

مصری صاحب کی تاویل جناب مصری صاحب کی تاویل "نبی تراش" کے لفظ کے متعلق یہ ہے کہ آپکی پیروی اور فیضان سے صرف مثیل انبیاء بنتے ہیں کوئی شخص نبی کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔

مصری صاحب کی یہ توجیہہ کہ آپؐ کی پیروی سے مثیل انبیاء بنتے ہیں اس فقرہ پر تو فِٹ بیٹھتی ہے کہ آپؐ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے مگر اس دوسرے فقرہ پر پوری فِٹ نہیں کہ "آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے"۔ بے شک آپؐ کی پیروی اور افاضہ روحانیہ سے جس شخص کو خدا تعالیٰ نبی بنائے وہ کسی اور نبی کا مثیل بھی ہو سکتا ہے مگر اُس کا نبی ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اور آپؐ کا امتیازی مرتبہ بیان کرتے ہوئے صاف تحریر فرماتے ہیں:۔

"مگر ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے کہ اُس کی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور عیسےٰ کہلا سکتا ہے حالانکہ وہ امتی ہے"۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۳)

سبحان اللہ! کیا کہنا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انبیاء میں سے امتیازی شان اور آپ کے اعلیٰ ارفع اور جامع جمیع کمالات مقام کا کہ آپؐ کے فیض سے آپ کا ایک امتی نبی بھی ہو سکتا ہے۔ یہ نہیں کہ صرف نبی کا ہی مقام پاتا ہے یا صرف نبی کہلا سکتا ہے۔ ہاں وہ مثیل عیسےٰ ہونے کی وجہ سے عیسیٰ بھی کہلا سکتا ہے

اب مصری صاحب بتائیں کہ یہ نبی ہونے والا اور عیسےٰ کہلانے والا کون ہے؟ کیا مسیح موعود کے سوا کوئی اور ہے؟ اگر نہیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی بھی ہوئے اور مثیل عیسےٰ بھی اور یہ نتیجہ ہے خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کے فیض "نبی تراش" کا والحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایسے افاضہ روحانیہ کی قوت قدسیہ جس سے کوئی شخص نبی ہو سکے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ورنہ کسی اور نبی کو بھی یہ قوت قدسیہ حاصل ہوتی تو وہ بھی خاتم النبیین ہو جاتا اور خاتم الانبیاء کا وصف اس کے "نبی تراش" فیضان کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص نہ رہتا۔ لہٰذا اپنی تقریر میں میرا یہ کہنا بجا تھا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی امتی نبی نہیں ہوا۔ نبی سے مراد میری اس جگہ کامل نبی بلحاظ نبوت مطلقہ تھی۔ کیونکہ میری اس تقریر میں نبوت مطلقہ کا بیان ہی مرکزی نقطہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو یہ لکھا ہے کہ:۔

"وہ دین دین نہیں نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالےٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکے"۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳۸)

(باقی)

عبارت کا صحیح مفہوم

مصری صاحب کے اعتراض کا جواب

میں نے اس عبارت کے الفاظ مکالمات الٰہیہ سے مراد امتی نبی فرض کر کے اور دین کے لفظ سے ایام دین مراد لے کر جس نے اوپر دیدیا ہے لیکن اس عبارت کا سیاق کے لحاظ سے مفہوم یہ ہے کہ وہ "دین" سے مراد اسجگہ اسلام کا وہ غلط تصور ہے جس میں بعض خشک ملانوں کے نزدیک تو یہ بات داخل ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت خدا تعالےٰ کے یقینی مکالمہ الٰہیہ کی نعمت سے محروم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے کسی کو یہ کمالی روحانی حاصل نہیں ہو سکتا کہ اس پر خدا تعالےٰ کا قطعی اور یقینی کلام نازل ہو سکے۔ بعض تو اس بات میں ایسا غلو رکھتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں مکالمات الٰہیہ کا دروازہ ہی بند ہے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ ص۱۳۸) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیر بحث عبارت میں ایسے ہی مسلمان علماء آپ کے مدنظر ہیں جن کا دین یہ ہے کہ امت محمدیہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کی نعمت سے محروم ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایسے نبی نہیں کہ آپ کی پیروی سے کوئی شخص یقینی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کی نعمت سے مشرف ہو سکے ایسے لوگوں کے دین اور نبی کے متعلق ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ لکھا ہے۔ "وہ دین دین نہیں نہ وہ نبی نبی ہے۔ جس کی متابعت سے انسان خدا تعالےٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکے"۔ چنانچہ آپ آگے لکھتے ہیں:۔

"وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور خدائے حی وقیوم کی آواز سننے اور اسکے مکالمات سے قطعی نو میدی ہے اور اگر کوئی آواز بھی غیب سے کسی کے کان تک پہنچتی ہے تو وہ ایسی مشتبہ آواز ہے کہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدائی آواز ہے یا شیطان کی۔ سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص۱۳۸/۱۳۹)

مقصود اس عبارت سے یہ ہے کہ سچا دین اسلام ایسا نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ قطعیہ یقینیہ سے بے نصیب اور محروم رکھے۔ آگے سچے دین کی شان یہ بتاتے ہیں:۔

دین وہ ہے جو تاریکی سے نکالتا اور نور میں داخل کرتا ہے۔ اور انسان کی خدا شناسی کو قصوں تک محدود نہیں رکھتا بلکہ ایک معرفت کی روشنی اس کو عطا کرتا ہے سو سچے دین کا متبع اگر تو دلفی آثارہ کے حجاب میں نہ ہو خدا تعالےٰ کے کلام کو سن سکتا ہے (ضمیمہ براہین احمدیہ ص۱۳۹)

اس عبارت "دین وہ ہے" سے لے کر آخر تک صحیح اسلام کی شان بیان ہو رہی ہے اور ان علماء کے منصوص دین کی تردید کی جا رہی ہے جو دین کا مدار چند منقولی باتوں میں رکھتے ہیں گو یہ درست ہے کہ ہر سچا دین اپنے متبعین کو تاریکی سے نکال کر نور میں داخل کرتا رہا ہے اور مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کی نعمت سے ایک حد تک مشرف کرتا رہا ہے۔ مگر اس جگہ زیر بحث دراصل اسلام ہے۔ پھر اس عبارت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"سو ایک امتی کو اس طرح کا نبی بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص۱۳۹)

اس عبارت میں سچے دین سے مراد صرف اسلام ہے جس کی لازمی نشانی یہ ہے کہ ایک امتی کو نبی بنا دے۔ یہ نشانی کسی پہلے سچے دین کو لازم نہ تھی ہاں ان مذاہب کے پیرو بھی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے ایک حد تک حصہ پاتے تھے۔ لیکن ان ادیان میں جس قدر انبیاء ہوئے وہ مستقل نبی تھے جنہوں نے براہ راست مقام نبوت حاصل کیا کوئی امتی نبی نہیں ہوا کیونکہ تمام انبیاء میں سے صرف ایک ہی نبی کو یہ تخصیص اور استثنیٰ حاصل ہے کہ اس کی پیروی سے اس کا ایک امتی نبی ہو سکتا ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے حالانکہ وہ امتی ہے"۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۴)

"وہ دین دین نہیں" والا مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی کتاب کے ص۱۸۳ پر بھی یوں بیان کیا ہے:۔

"یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہے۔ اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں صرف قصوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالےٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا جو کچھ ہیں قصے ہیں اور کوئی اگرچہ اس کی راہ میں اپنی جان بھی فدا کرے۔ اس کی رضا جوئی میں فنا ہو جائے اور ہر ایک چیز کو اس پر اختیار کرے۔ تب بھی وہ اس پر شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا اور مکالمات اور مخاطبات سے اس کو مشرف نہیں کرتا۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۳)

جس طرح اس عبارت میں کہا "ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے" کے الفاظ میں اسلام کی طرف اس باطل عقیدہ کو منسوب کرنے کے خیال کو رد کیا گیا ہے اسی طرح ص۱۳۸ پر "وہ دین دین نہیں اور نہ وہ نبی نبی ہے" کے الفاظ میں اسلام کی طرف ایسے باطل عقیدہ کو منسوب کرنے والوں کی تردید کی گئی ہے کہ اسلام کی پیروی کرنے والوں پر بھی مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کا دروازہ بند ہے اگر کوئی آواز بھی غیب سے کسی کے کان تک پہنچتی ہے تو وہ ایسی مشتبہ آواز ہے کہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا کی آواز ہے یا شیطان کی۔ اور پھر اس عبارت کے آخر میں ص۱۳۹ پر لکھا ہے:۔

"سو ایک امتی کو اس طرح کا نبی بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے۔"

اس جگہ سچے دین سے مراد محض حقیقی اسلام ہے نہ کہ ادیان سابقہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسلام سے پہلے آئے تھے کیونکہ اسلام سے پہلے کسی دین میں کوئی نبی بھی اس شان کا نہیں کہ وہ خاتم النبیین کے مقام پر سرفراز ہوا ہو۔ جس کے معنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک یہ ہیں کہ:۔

"آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے"۔

(حقیقۃ الوحی حاشیہ ص۹۷)

نیز خاتم النبیین کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

"بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے۔ جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص۲۸)

پس پہلے ادیان میں کوئی نبی اس شان کا نہیں ہوا کہ وہ خاتم النبیین ہو اور اس کی مہر سے ایسی نبوت مل سکتی ہو جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے لہذا اس عبارت سے مصری صاحب یہ نتیجہ ہرگز نہیں نکال سکتے کہ اسلام سے پہلے تمام سچے ادیان میں ان ادیان کے انبیاء کی پیروی سے ان کا کوئی امتی ایسا نبی بن سکا ہو جو امتی بھی ہو اور نبی بھی ہاں ان کے امتی محدث کے مقام تک مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے ضرور مشرف ہوتے رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"پہلے زمانوں میں جو کوئی نبی ہوتا تھا وہ کسی گذشتہ نبی کی امت نہیں کہلاتا تھا۔ گو اس کے دین کی نصرت کرتا تھا اور اس کو سچا جانتا تھا۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو ان کی امت سے باہر ہو۔ بلکہ ہر ایک کو جو شرف مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے وہ انہی کے فیض اور انہی کی وساطت سے ملتا ہے اور وہ امتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی۔"

(ضمیمہ چشمۂ معرفت ص۹)

اس سے ظاہر ہے کہ پہلے ادیان اور انبیاء کی پیروی سے کوئی شخص امتی نبی کا مقام نہیں پا سکا۔ پس میں نے اپنی تقریر میں درست کہا تھا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی امتی نبی نہیں ہوا۔

یوشع بن نون

مگر جناب مصری صاحب نے مجھے جھٹلانے کے لئے یوشع بن نون کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے امتی بھی کہا ہے اور نبی بھی۔ اور اس کے لئے تین کتابوں کا یوں حوالہ دیا ہے ازالہ اوہام ص۲۱۱ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ اور تحفہ گولڑویہ ص۱۰ اور اس طرح میرے اس بیان کو جھٹلانے کی کوشش کی ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی امتی نبی نہیں ہوا"

حوالہ کے الفاظ نہیں ملے

اس کے جواب میں جناب مصری صاحب پر واضح ہو کہ ازالہ اوہام ص۲۱۱ ایڈیشن خورد اور ص۲۱۱ ایڈیشن کلاں میں مجھے یوشع بن نون کے متعلق یہ الفاظ نہیں ملے کہ یوشع بن نون امتی بھی تھا اور نبی بھی بلکہ ازالہ اوہام ص۲۱۱ ایڈیشن کلاں میں جو مضمون لکھا ہے اس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ موسےٰ علیہ السلام کی ایک پیشگوئی یوشع بن نون کے ہاتھ پر موسےٰ کی روح اور قوت میں ہو کر پوری ہو گئی اور اس طرح وہ گویا موسیٰ کے ہاتھ سے پوری ہوئی یوشع بن نون اسوقت موسیٰ ہی تھا۔ گویا یوشع کو موسےٰ کا بروز قرار دیا ہے نہ کہ امتی نبی بروز ہونا تو مماثلت کو چاہتا ہے چنانچہ مسیح موعودؑ کے بروزی ہونے سے یہ مراد ہے کہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مثیل ہو کر نبی ہیں۔ خالی بروز ہونا مماثلت کو چاہتا ہے اور ایک مستقل نبی بھی دوسرے نبی کا بروز ہو سکتا ہے۔

اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں بھی مجھے یہ الفاظ نہیں ملے کہ یوشع امتی بھی تھا اور نبی بھی بلکہ وہاں صرف یہ الفاظ لکھے ہیں:۔

"حضرت موسےٰ کا یشوعا بروز تھا"

جناب مصری صاحب! محض بروز ہونا اور امر ہے۔ اور بروزی نبی یا امتی ہونا امر دیگر ہے۔ یشوعا کا بروز ہونا حضرت موسےٰ علیہ السلام سے مماثلت چاہتا ہے اور امتی نبی ہونا موسیٰ علیہ السلام کے فیض سے نبی بننے کو چاہتا ہے یا کم از کم محدث بننے کو کیونکہ محدث بھی امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔

ایک ضروری سوال

اب مصری صاحب بتائیں کہ یوشع بن نون ان کے نزدیک موسیٰ علیہ السلام کا بروز ہو کر ان کی امت میں محدث تھا یا واقعی نبی تھا۔ اور ان کا جانشین بھی وہ نبی تھا

انصار اللہ کی سو فیصدی بجٹ پورا کرنیوالی مجالس

انصار اللہ کی مندرجہ ذیل ۴۳ مجالس نے ۱۹۶۲ء کا مشخصہ بجٹ پورا کر دیا ہے۔ لہٰذا احباب کرام سے ان کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مجالس کے اراکین کو اپنے فضل سے نوازے وہاں دوسری مجالس کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے ان مجالس کے تمام نام دعا کے لئے حضور اقدس کی خدمت میں پیش کر دئے گئے ہیں۔ (نائب قائد مال)

۱۔ دار الصدر شرقی ربوہ
۲۔ باب الابواب ربوہ
۳۔ دار الرحمت غربی فیکٹری ایریا ربوہ
۴۔ ملتان شہر
۵۔ خانیوال
۶۔ علی پور (ملتان)
۷۔ لودھراں (ملتان)
۸۔ چک ۱۳/R-8 (ملتان)
۹۔ منڈی بورے والہ (ملتان)
۱۰۔ کبیر والہ (ملتان)
۱۱۔ چک نمبر ۱۶۳ (ملتان)
۱۲۔ ناندلیانوالہ (لائلپور)
۱۳۔ چک نمبر ۲۳۰ ر ر ام پرجوئیہ (لائلپور)
۱۴۔ پاکپتن ضلع (منٹگمری)
۱۵۔ اوکاڑہ ضلع (منٹگمری)
۱۶۔ چک نمبر ۵۰ ضلع (منٹگمری)
۱۷۔ بھاٹی گیٹ (لاہور)
۱۸۔ سنت نگر (لاہور)
۱۹۔ قصور ضلع (لاہور)
۲۰۔ ہڈیارہ (لاہور)
۲۱۔ انبہ کرم پورہ ضلع (شیخوپورہ)
۲۲۔ چوہڑکانہ " (شیخوپورہ)
۲۳۔ وزیر آباد ضلع (گوجرانوالہ)
۲۴۔ اکال گڑھ ضلع (گوجرانوالہ)
۲۵۔ فیروز والا ضلع (گوجرانوالہ)
۲۶۔ گرمولا ورکاں ضلع (گوجرانوالہ)
۲۷۔ ملیانوالہ ضلع (سیالکوٹ)
۲۸۔ چونڈہ ضلع (سیالکوٹ)
۲۹۔ بہاولنگر شہر
۳۰۔ منڈی بہاؤالدین
۳۱۔ خوشاب (سرگودھا)
۳۲۔ چک نمبر ۵۸ - ٹی ڈی اے (سرگودھا)
۳۳۔ کوٹ فتح خان (کیمبلپور)
۳۴۔ سکھر
۳۵۔ کمال ڈیرہ (نواب شاہ)
۳۶۔ گوٹھ جال پور (نواب شاہ)
۳۷۔ محراب پور (نواب شاہ)
۳۸۔ قیصر آباد (نواب شاہ)
۳۹۔ لاڑکانہ (لاڑکانہ)
۴۰۔ چک نمبر ۲۷۰ الف (میرپورخاص)
۴۱۔ نور نگر فارم (میرپورخاص)
۴۲۔ ٹنڈو غلام علی (حیدرآباد)
۴۳۔ دار الرحمت شرقی ربوہ

شعبہ اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کا دو سالہ پروگرام

اطفال الاحمدیہ کی تنظیم و تربیت کی اہمیت کا احساس ہم سب کو اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے شعبہ اطفال الاحمدیہ مرکزیہ نے ایک دو سالہ پروگرام بنایا ہے۔ جس میں چار امتحان ہوں گے (۱) ستارہ اطفال (۲) ہلال اطفال (۳) قمر اطفال (۴) بدر اطفال پہلے امتحان کے کورس اور تاریخ ۲۱ راپریل کا اعلان۔ خالد الفضل اور تشحیذ میں ہو چکا ہے۔ دوسرا امتحان ۱۱ ستمبر ۱۹۶۳ء تیسرا ۲۱ راپریل ۱۹۶۴ء اور چوتھا ۱۱ ستمبر ۱۹۶۴ء کو ہوگا۔

بچوں اور مجالس میں مسابقت پیدا کرنے کے لئے یہ اعلان بھی کیا جا رہا ہے کہ جو بچے ان چاروں امتحانوں میں کامیابی حاصل کریں گے۔ اور آخری امتحان میں اول و دوم و سوم کی پوزیشن حاصل کریں گے۔ ان کو شعبہ ہذا کی طرف سے اہم انعامات دئے جائیں گے اور اسی طرح جو مجالس اپنی تعداد اراکین کی نسبت سے زیادہ سے زیادہ اطفال آخری امتحان "بدر اطفال" میں کامیاب کروائیں گے۔ ان کو بھی خاص سرٹیفکیٹ دئے جائیں گے۔ مگر یاد رہے کہ بدر اطفال کا نشان حاصل کرنے کے لئے پہلے تین امتحانوں میں کامیابی حاصل کرنی ضروری ہوگی۔

(شعبہ اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

شکریہ احباب

میرے مرحوم بھائی ملک عبد الرحمٰن صاحب کی وفات پر بہت سے بھائیوں اور بہنوں نے زبانی و بذریعہ خطوط تعزیت فرمائی ہے۔ میں اپنے محترم بھائی کی اولاد اپنے سارے خاندان کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سبکو جزائے خیر دے اور میرے بھائی کے درجات بلند فرمائے۔ آمین (محمد شفیع نوشہروی دار الرحمت وسطی ربوہ)

امتحان انصار اللہ

مجالس فوری طور پر توجہ فرما دیں

مطبوعہ ہدایات کے ذریعہ مجالس کو اطلاع بھجوائی جا چکی ہے۔ نیز الفضل میں اعلان ہو چکا ہے کہ انصار اللہ کا سہ ماہی اول کا امتحان ربوہ میں ۱۵ مارچ کو اور دیگر مجالس میں ۱۷ مارچ ۱۹۶۳ء کو منعقد ہوگا۔ امتحان کے لئے "تذکرۃ الشہادتین" اور ترجمہ نماز بطور نصاب مقرر ہے۔ تمام زعماء سے گذارش ہے کہ وہ کوشش کریں کہ امتحان میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں انصار شامل ہوں۔ نیز اولین فرصت میں شامل ہونے والے اصحاب کی فہرست دفتر مرکزیہ میں بھجوا دیں۔ تاکہ اس کے مطابق سوالات کے پرچے ارسال کئے جا سکیں۔ امتحان میں شمولیت کے بارہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے گذشتہ اجتماع انصار اللہ کے موقعہ پر انصار اللہ کو خاص طور پر توجہ دلائی تھی کہ کوئی خواندہ ممبر انصار اللہ سوائے بیماری یا کسی اور سخت معذوری کے ایسے امتحان کی شرکت سے محروم نہ رہے۔ زعماء اس ارشاد کو خاص طور پر ملحوظ رکھیں

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

عہدیداران انصار اللہ سے گذارش

رپورٹ کارگذاری کی ترسیل میں تساہل نہ ہونے دیں

امسال قیادت عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے پروگرام میں سب سے پہلی شق یہ ہے کہ ہر ماہ کی دس تاریخ تک گذشتہ ماہ کی رپورٹ کارگذاری ...... مرکز میں پہنچ جانی چاہیئے۔ مرکز کو توقع ہے کہ وہ اس حصہ پروگرام کی تعمیل میں عہدیداران انصار اللہ کوئی تساہل نہ ہونے دیں گے اور ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ کارگذاری کی رپورٹ صدر محترم مجلس انصار اللہ کی خدمت میں بھجواتے رہیں گے۔ بعض عہدیدار یہ سمجھ کر کہ چونکہ اس ماہ کوئی کام نہیں ہوا۔ رپورٹ مرکز میں نہیں بھجواتے ایسے حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ صرف یہی لکھ کر رپورٹ مرکز میں بھجوایا کریں کہ اس ماہ کوئی کام نہیں ہوا۔ اس طرح مرکز کو مجالس کی کارگذاری سے اطلاع رہیگی اور وہ مناسب ہدایات کے ذریعہ ان کی راہنمائی کرتا رہے گا۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

سالنامہ مصباح

جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا ہے۔ مارچ میں مصباح کا خاص نمبر شائع ہو رہا ہے۔ امید ہے کہ تمام لجنات اس کی اشاعت کے لئے کوشش کریں گی۔ مناسب ہے کہ دفتر مصباح میں پہلے سے اطلاع دی جائے کہ کتنی تعداد میں مصباح ان کی جماعت میں بھیجا جائے۔

نمبر کی قیمت دو روپے ہوگی۔ لیکن خریداروں کو سالانہ قیمت مبلغ چھ روپے میں ہی دیا جائیگا اس لئے زیادہ سے زیادہ خریدار بنائے جائیں۔ پرچہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے ہجم کی بجائے چار تاریخ کو ربوہ سے پوسٹ ہوگا۔ جو بہنیں چاہیں آٹھ آنے کے ٹکٹ بھیجدیں تاکہ ان کے نام پرچہ رجسٹری کیا جائے اس طرح پرچہ ضائع ہونے کا احتمال نہیں رہے گا۔ (مدیرہ مصباح)

تصحیح

الفضل اخبار محررہ ۱۴/۲/۶۲ کے پرچہ میں محترمہ امۃ النصیر ملک بنت ایم عبد الرحیم صاحب موصیہ ۱۶۷۸۲ کی وصیت شائع ہوئی تھی۔ اس میں ان کی ذات ککے زئی افغان شائع ہے جو غلط ہے۔ ان کی ذات آرائیں ہے۔ احباب تصحیح فرما لیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

دعائیہ فہرست مجاہدین تحریک جدید تقریب ۲۹ رمضان المبارک

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی فہرست میں ۲۹ رمضان المبارک کو دعا کے لئے جو فہرست پیش کی گئی اس کی ایک قسط درج ذیل ہے۔ قارئین کرام سے بھی ان کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (وکیل المال اول)

مکرم ملک عبدالجبار صاحب ٹوپی ضلع مردان ۷/۵۰
" حکیم غلام رسول صاحب اکال گڑھ ضلع گوجرانوالہ ۲۱/۲۵
" مولوی محمد اسمٰعیل صاحب " " ۱۶/۷۵
" غلام علی صاحب ادرحمہ ضلع سرگودہا ۵/۵۰
" ملک دین صاحب " " ۵/۲۵
" نواب زادہ محمد امین خان صاحب بنوں ۲۰۱/-
مکرمہ سراج بی بی صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر بدرالدین صاحب مرحوم ربوہ ۴۰/-
مکرم محمد شریف صاحب بیگووال ضلع سیالکوٹ ۵/۲۵
" خیرالدین صاحب سمبڑیال " ۱۰/۲۵
" محمد یعقوب " " ۵/۲۵
مکرمہ شریفہ بیگم صاحبہ اہلیہ عبداللطیف صاحب جج کلونڈی غازی خان ۱۷۵/-
مکرم محمد ابراہیم صاحب چک $\frac{19}{W.B}$ ضلع ملتان ۵/۷۵
" محمد عبداللہ صاحب ۵/۷۵
" فتح محمد صاحب چک ۱۳ بھوڑو ضلع شیخوپورہ ۶/-
" محمد علی صاحب " " ۶/-
" چوہدری نذیر احمد صاحب صراف ڈسکہ ۸۰/-
مکرمہ اہلیہ صاحبہ حکیم ظفرالدین صاحب شیخوپورہ ۷/۵۰
" " " عبدالرزاق صاحب ۷/۵۰
" صالحہ فردوس صاحبہ اہلیہ سعید احمد صاحب ڈسپنسر ڈگری نفر پارکر ۵/۲۵
" مقبول احمد صاحب بھٹی ربوہ ۶/-
" فضل الدین صاحب " ۴/-
" نورا صاحب پیر بیدار " ۵/۲۵
" محمود اسلم صاحب " ۶/۷۵
مکرمہ مسعودہ بانو صاحبہ اہلیہ خلیل الرحمن صاحب گکھڑ گجرات ۱۱/۶۳
مکرم راجہ خورشید احمد صاحب منیر مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ ۲۲/-
" بدرالدین صاحب معلم وقف جدید ربوہ ۶/۸۱
مکرمہ رسول بی بی صاحبہ اہلیہ حکیم بشیر محمد صاحب مرحوم اچھن سرگودہا ۲۱/-
مکرم محمد اسمٰعیل صاحب اکال گڑھ ضلع گوجرانوالہ ۷/۷۵
" چوہدری نذر محمد صاحب " " ۱۳/-
مکرمہ امۃ المجید صاحبہ اہلیہ پیر عبدالعلی صاحب سانگھڑ ۱۰/-
" بشریٰ صاحبہ بہلولپور ضلع لائلپور ۵/-
مکرم چوہدری الیاس الدین صاحب بہلولپور ضلع لائلپور ۵/۵۶

مکرم دوست محمد صاحب بنوں ۵۴/-
" حکیم جلال الدین صاحب مڑھ بلوچاں ضلع شیخوپورہ ۱۹/۲۵
" نور الٰہی صاحب چک $\frac{26}{\text{ج ب}}$ کلاں ضلع لائلپور ۱۲/۵۰
" مبارکہ بیگم صاحبہ " " ۱۲/۵۰
مکرم میاں عبدالستار صاحب معہ اہل و عیال جھنگ ۱۲/۸۷
" میاں محمد صابر صاحب " ۵/۵۰
" " فضل الٰہی صاحب " ۱۰/-
" " عبدالغفور صاحب معہ والدین و بچگان جھنگ ۵۲/-
" مختار احمد صاحب معہ اہلیہ صاحبہ " ۱۱/۱۳
" قاضی محمد حسین صاحب " ۵/۲۵
" قاضی عبدالرحمن صاحب " ۵/-
مکرمہ آمنہ بیگم صاحبہ بنت قاضی اللہ بخش صاحب " ۵/-
مکرم اللہ دتہ صاحب " ۱۰/۲۵
" میاں عبدالرحمن صاحب گھڑی ساز معہ اہلیہ صاحبہ جھنگ ۵۴/-
" عبدالستار صاحب " ۵/-
" مرزا سردار محمد صاحب " ۵/۲۵
" محمد عبیداللہ صاحب " ۷/-
" سید مبشر احمد صاحب " ۱۴/-
" میاں غلام نبی صاحب بھڑتانوالہ ضلع سیالکوٹ ۵/۲۵
" اللہ دتہ صاحب " " ۵/۲۵
" برکت علی صاحب " " ۵/۲۵
" عبدالکریم صاحب " " ۵/۲۵
" اللہ بخش صاحب منگلا چک ۱۶۸ ضلع سرگودہا ۷/-
" چوہدری اللہ بخش صاحب دنیا پور ملتان ۶/۲۵
جماعت احمدیہ بہلولپور ضلع گجرات (بلا تفصیل رقم) ۲۷۹/-
مکرم ماسٹر عبدالواحد صاحب معہ اہلیہ صاحبہ نانو ڈوگر ۲۶/-
" بشارت احمد صاحب " ۵/۲۵
مکرمہ فاطمہ بی بی صاحبہ اہلیہ محمد عاشق صاحب نانو ڈوگر ۵/۷۵
مکرم جلال الدین صاحب معہ اہلیہ صاحبہ باغبانپورہ لاہور ۲۵/-
" بشیر احمد صاحب باجوہ " ۱۸۰/-
" محمد صادق صاحب پیرکوٹ ضلع گوجرانوالہ ۶/۸۱

مکرم محمد اسمٰعیل خان صاحب امینی راولپنڈی ۵/۶۲
" فضل الدین صاحب ڈھپئی ضلع سیالکوٹ ۸/-
مکرمہ امۃ الرحمن صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد دیوان صاحب ڈھپئی ضلع سیالکوٹ ۷/۷۵
مکرم میر احمد صاحب کوٹ دیالی داس ضلع شیخوپورہ ۵/-
جماعت احمدیہ چک $\frac{32}{\text{ن پ}}$ ضلع رحیم یارخان (بلا تفصیل) ۹۲/-
مکرم میاں عبدالحق صاحب صدر گوگیرہ ضلع منٹگمری ۳۰/-
جماعت احمدیہ آنبہ کرم پورہ ضلع شیخوپورہ بلا تفصیل ۳۴۰/۷۵
جماعت احمدیہ کوٹ آغا ضلع سیالکوٹ بلا تفصیل ۵۰/-
مکرم چوہدری محمد اکبر صاحب فیروز والہ ضلع گوجرانوالہ ۵/-
مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب " ۵/-
" علی محمد صاحب " ۱۳/-
" " محمد نواز صاحب مڑھ بلوچاں ضلع شیخوپورہ ۱۰/-
" چوہدری ناظر علی صاحب چک ۱۶ لائلپور ۴۹/-
" عبدالمجید صاحب ملتان چھاؤنی ۲۰/-
مکرمہ اہلیہ صاحبہ و دختر شیخ محمد خورشید صاحب ملتان چھاؤنی ۳۵/-
" اہلیہ صاحبہ چوہدری عبدالحمید صاحب ملتان چھاؤنی ۱۱/۵۰
مکرم رفیق احمد صاحب " ۶/-
مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ ایبٹ آباد ۹/-
مکرم اشرف علی صاحب مڈل سکول مرالی والہ ۹۰/-
" میاں عطاء اللہ صاحب چک ۱۶۳ شتاب گڑھ ملتان ۶/-
" ارشاد اللہ صاحب بھٹی اوورسیر فورٹ سنڈیمن کوئٹہ ۷۵/-
" مستری عبداللطیف صاحب معہ اہلیہ صاحبہ بڈو ملہی ۱۰/۶۸
" پیر بخش صاحب معہ اہلیہ صاحبہ ماموں کانجن لائلپور ۱۰/-
" غلام رسول صاحب معہ اہلیہ صاحبہ " ۱۰/-
" مشتاق احمد صاحب معہ اہلیہ صاحبہ " ۱۰/-
" صدیق احمد صاحب " ۵/-
" لطیف احمد صاحب " ۵/-
" سعید احمد صاحب " ۵/-
مکرمہ صغراں بی بی دختر غلام رسول صاحب " ۵/-
" بشیراں بی بی صاحبہ " " ۵/-
مکرم حمید احمد صاحب " ۵/-
مکرم محمود احمد صاحب " ۵/-
" فضل کریم صاحب محمد نگر لاہور ۳۲/-
" چوہدری بشیر احمد صاحب " ۷۷/-
" شیخ محمد شفیع صاحب لودھراں ضلع ملتان ۶/۲۵
" علم الدین صاحب ۹۷ پھاٹیوالی ضلع شیخوپورہ ۱۳/۵۰

تقریر ختم نبوت پر مصری صاحب کا تبصرہ اور ہمارا جواب (بقیہ ص۳)

نہ کہ امتی تھا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں ہونے والے انبیاء میں سے کوئی نبی بھی امتی نبی نہ تھا بلکہ تمام انبیاء براہ راست منتخب ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہی فرماتے ہیں کہ ان سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا۔ حضرت موسےٰ کا اس میں دخل نہ تھا۔ (حقیقۃ الوحی ص۹۷ حاشیہ) (ضمیمہ چشمہ معرفت ص۹) جس کا حوالہ بھی گذر چکا ہے۔

تحفہ گولڑویہ ص۶ پر بھی مجھے مصری صاحب کے پیش کردہ الفاظ نہیں ملے۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوشع بن نون کو امتی بھی کہا ہو اور نبی بھی میں اس موقع پر جناب مصری صاحب کے حوالہ جات کو حوالہ بخدا کرتا ہوں اور انہیں صرف یہی گذارش کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اتنا سوچنا چھوڑ دیں اور غلط نتائج نکال کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش نہ کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عبارت پر غور فرمائیں کہ:

"بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت سے نبی آئے مگر ان کی نبوت موسےٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں۔ حضرت موسےٰ کی پیروی کا اس میں ذرہ کچھ دخل نہ تھا اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے۔ اور براہ راست ان کو منصب نبوت ملا۔" (حقیقۃ الوحی حاشیہ ص۹۷)

جناب مصری صاحب! کیا یہ حوالہ پڑھ لینے کے بعد بھی آپ خدا کے مقرر کردہ حکم پر حَکم بننے کی کوشش کریں گے۔ میں ان حوالہ جات کی روشنی میں اب بھی اسی بات پر علیٰ وجہ البصیرت قائم ہوں جو میں نے اپنی تقریر "حقیقت نبوت" میں یوں بیان کی تھی کہ:-

"نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے اس قسم کا کوئی نبی ظاہر نہیں ہوا جس کی نبوت امتی ہو یعنی جو بیک وقت امتی بھی ہو اور نبی بھی۔

اگر پہلے بھی کوئی امتی نبی ہوتا تو نبی کی پیروی سے وہ امتی نبی بنتا اس نبی کا خاتم النبیین ہونا لازم آتا حالانکہ خاتم النبیین بھی نبی نراشں کا وصف صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی ایسے نبی ہیں جن کی شان میں مسیح موعود فرماتے ہیں:-

"ہمارا نبی اس درجہ کا نبی ہے کہ اسکی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا اور عیسیٰ کہلا سکتا حالانکہ وہ امتی ہے" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۴)

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی آپ فرماتے ہیں:-

"بجز اسکے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۲۸)

فتدبروا ولا تکن من الغافلین

دعوتِ مباہلہ اور جماعتِ احمدیہ ——— (بقیہ صفحہ اول)

آپ کم از کم چالیس مقتدر علمائے اہل السنت کی طرف سے مباہلہ میں شمولیت اور آپکو تصفیہ شرائط کا اختیار دینے کا اعلان شائع کرائیں۔ اس کے بعد ہم سے شرائط مباہلہ کا تصفیہ کر لیں اور تاریخ مباہلہ بھی مقرر کر لیں تاکہ جماعتی سطح پر فیصلہ کن مباہلہ وقوع میں آسکے۔"

(کتابچہ مذکور صفحہ ۸)

بالآخر جماعتِ احمدیہ کی طرف سے انہیں یہ بھی لکھا گیا:۔

"ہم آپ کے اس اصرار پر قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق آپ سے مباہلہ کے لئے تیار ہیں اور آپ کو یہ موقع نہیں دینا چاہتے کہ آپ کہہ سکیں کہ آپ کی مباہلہ کی خواہش کو پورا نہیں کیا گیا۔ مباہلہ کا انعقاد اب آپ کی اس کوشش پر موقوف ہے کہ آپ کم از کم چالیس مقتدر اور جید علماء اہل السنت کو جو ہر مکتب خیال پر مشتمل ہوں مباہلہ میں شامل ہونے کے لئے آمادہ کر سکیں۔ جونہی آپ ایسے چالیس علماء کو مباہلہ میں شامل کرنے کے لئے تیار کر کے ان کی طرف سے اعلان شائع کرا دینگے جماعت احمدیہ کی طرف سے آپ کی خواہش کو پورا کرنے میں کوئی دیر نہ ہوگی۔"

(کتابچہ مذکور صفحہ ۹)

اس سے ظاہر ہے کہ جماعت احمدیہ نے مولوی منظور احمد کی دعوتِ مباہلہ کو نامنظور نہیں کیا۔ چونکہ وہ اپنے تئیں اہل السنت کا واحد منتخب نمائندہ ثابت نہیں کر سکے تھے اس لئے انہیں یہ رعایت دی گئی کہ وہ کم از کم چالیس مقتدر علمائے اہل السنت کو جو ہر مکتب خیال کے ہوں مباہلہ میں شامل کرائیں تا مباہلہ کا اثر وسیع ہو اور وہ پورے طور پر حجت ہو سکے۔ یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ شرط جماعتی سطح پر مباہلہ کے لئے لگائی گئی تھی۔ جہاں تک انفرادی مباہلہ کا تعلق ہے پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ چنیوٹ مولوی منظور احمد کی دعوت مباہلہ منظور کر چکے ہوئے ہیں نیز جماعت احمدیہ کے ایک فاضل مکرم مولوی عزیز الرحمن صاحب آف منگلا بھی مع جماعتِ احمدیہ منگلا ان سے مباہلہ پر آمادگی کا تحریری اعلان فرما چکے ہوئے ہیں مگر مولوی منظور احمد صاحب ان ہر دو سے مباہلہ کے لئے آمادہ نہیں ہوئے۔ اور یکایک تصفیۂ شرائط کے بغیر ہی از خود تاریخ مقرر کر کے دریائے چناب پر مباہلہ کے اجتماع کا اعلان کر دیا۔ انفرادی مباہلہ سے فرار اور جماعتی سطح پر مباہلہ کے لئے شرائط کا تصفیہ کرنے اور تمام اہل السنت مکاتیب خیال کی نمائندگی ثابت کرنے سے عمداً گریز کا صاف مطلب یہ تھا کہ انکا مقصد مباہلہ کرنا نہیں بلکہ محض ہنگامہ آرائی اور فساد برپا کرنا ہے۔ اس سے قبل بھی وہ جماعتِ احمدیہ کے خلاف مسلسل انتہائی دلآزار، گندے اور اشتعال انگیز پمفلٹ اور کتابچے شائع کر کے اپنی فساد انگیزی کا حتمی ثبوت فراہم کر چکے ہیں اور خود چنیوٹ میں اکا دکا احمدیوں پر آوازے کسنے اور ناجائز چھیڑ چھاڑ کے واقعات سے اس کی مزید تصدیق ہو چکی ہے۔ ورنہ جماعتِ احمدیہ کو معقول شرائط کے تصفیہ کے ساتھ مباہلہ سے ہرگز انکار نہیں اور نہ پہلے کبھی اُسنے انکار کیا ہے۔ خود حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب "انجام آتھم" میں علماء اور گدی نشینوں کو نام بنام مباہلہ کی دعوت دے چکے ہوئے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی مباہلہ پر آمادہ نہیں ہوا۔ دراصل مولوی منظور احمد کو اپنی طرف سے نیا چیلنج دینے کی ضرورت نہیں تھی بلکہ انہیں اسی چیلنج کو منظور کرنا چاہیئے تھا۔ اور اس کی صورت یہی ہو سکتی تھی کہ وہ پاکستان کے بڑے بڑے علماء میں سے کم ازکم چالیس علماء مباہلہ میں اپنے ساتھ شامل کرتے کیونکہ مباہلہ کوئی کھیل نہیں ہے۔

افسوس ہے کہ مولوی منظور احمد تصفیۂ شرائط کی طرف آئے ہی نہیں اور از خود تاریخ مقرر کر کے عین عید الفطر کے روز ہنگامہ آرائی کی ٹھان لی اور دریائے چناب پر مباہلہ کے اجتماع کا سراسر یکطرفہ اشتہار شائع کر ڈالا اس پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب جھنگ نے اس خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے کہ ایسے اجتماع سے دو فرقوں کے درمیان اشتعال اور منافرت پیدا ہوگی دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی۔ اگر مولوی منظور احمد مباہلہ کی دعوت میں سنجیدگی اختیار کرتے اور اسے ہنگامہ آرائی اور فساد کا ذریعہ نہ بناتے تو بعد تصفیہ شرائط بغیر کسی ہنگامہ آرائی کے مباہلہ وقوع میں آسکتا تھا جس سے حکومت کو بھی کوئی تشویش پیدا نہ ہوتی۔

امید ہے اس وضاحت کے بعد بعض اخباروں کی پھیلائی ہوئی یہ غلط فہمی دور ہو جائے گی کہ جماعت احمدیہ مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھی۔ جماعتِ احمدیہ اسلامی طریق کے مطابق بعد تصفیہ شرائط مباہلہ کے لئے ہر وقت تیار ہے لیکن وہ کسی فتنہ انگیز کو اس کی آڑ میں کھل کھیلنے کا موقع بہم پہنچانے کو ملکی اور قومی مفادات کیساتھ غداری تصور کرتی ہے +

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں (مینیجر)

ربوہ میں عید الفطر کی مبارک تقریب نمازِ عید مکرم مولانا شمس صاحب نے پڑھائی

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قصرِ خلافت میں بہت سے احباب کو شرف ملاقات بخشا

ربوہ ۔ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۶۳ء مطابق یکم شوال ۱۳۸۲ھ ۸ بجے صبح اہل ربوہ نے مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس کی اقتداء میں نماز عید ادا کی اس موقعہ پر لاہور، سرگودہا، لائلپور، جوہر آباد، چنیوٹ، احمد نگر اور بعض دیگر مقامات سے بھی بہت سے احباب تشریف لائے ہوئے تھے۔ نہ صرف مسجد پوری طرح بھری ہوئی تھی۔ بلکہ مسجد کے باہر بھی دور تک صفیں بندھی ہوئی تھیں۔ نماز کے بعد مکرم مولانا شمس صاحب نے خطبہ دیتے ہوئے عید کی غرض و غایت اور اس کا فلسفہ بیان کیا۔ آپ نے بتایا کہ یہ عید اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت رمضان کا بابرکت مہینہ پورا ہونے پر منائی جاتی ہے اور اس کو "عید الفطر" اس لئے کہتے ہیں کہ خدائی حکم کے ماتحت تیس دن روزے رکھنے کے بعد اس روز ہم خدائی حکم کے ماتحت روزہ نہیں رکھتے اور افطار کی حالت میں ہوتے ہیں اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ حقیقی عید اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی میں ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام کا اپنے آپ کو پورے طور پر پابند بنا لیتے ہیں۔ ان کے لئے زندگی میں ہر آن عید ہی عید ہوتی ہے۔ سو جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت رمضان کے روزے رکھے ہیں آج اللہ تعالیٰ ہی کے حکم کے ماتحت ان کا کھانا پینا ان کے لئے عید کا حکم رکھتا ہے اور دراصل آج عید انہی کی ہے لیکن جنہوں نے روزے نہیں رکھے آج ان کے لئے خوشی کا دن نہیں بلکہ غم کا دن ہے۔ اُن کے لئے بھی باوجود فروگذاشت اور کوتاہی کے عید کا ایک موقع پیدا ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ انہیں حقیقی توبہ کا دن میسر آ جائے۔ کیونکہ وہ دن جب کہ انسان کو حقیقی توبہ کی توفیق مل جائے۔ جمعہ اور عیدین سے بھی بڑھ کر مبارک اور خوشی کا دن ہوتا ہے۔ اس تعلق میں آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت پُرمعارف ملفوظات بھی پڑھ کر سنائے۔ خطبہ کے بعد آپ نے ایک پرسوز اجتماعی دعا کرائی۔

نماز عید کے بعد امسال بھی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بہت سے احباب کو قصر خلافت میں شرف ملاقات بخشا ان میں بعض صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، ناظر و وکلا صاحبان، بعض اعتکاف بیٹھنے والے احباب اور وہ علماء کرام شامل تھے جنہوں نے امسال رمضان المبارک کے ایام میں پورے قرآن مجید کا درس دینے میں حصہ لیا تھا۔

درخواست دُعا

میرے ماموں زاد بھائی عبد الجبار صاحب ابن مکرم عبد الکریم صاحب ٹھیکیدار بھٹہ گوجرانوالہ مورخہ ۲۳ فروری کو لاہور سے گوجرانوالہ جاتے ہوئے ٹرین سے گر کر شدید زخمی ہو گئے ہیں اور ان کا بایاں بازو کٹ گیا ہے وہ گوجرانوالہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں اور بہت تکلیف میں ہیں۔ بزرگان سلسلہ اور دیگر احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انہیں شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے آمین

(محمود احمد خان ربوہ)

سویڈن کے نومسلم احمدی مکرم سیف الاسلام محمود صاحب

اپنے وطن واپس جانے کیلئے ربوہ سے روانہ ہو گئے

اہل ربوہ نے لاریوں کے اڈہ پر جمع ہو کر آپ کو پُرخلوص طور پر الوداع کہا

ربوہ ۲۸ فروری۔ ہمارے سویڈن کے نومسلم احمدی بھائی جو رمضان کا مبارک مہینہ مرکزِ سلسلہ میں گذارنے کی غرض سے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے عید الفطر سے اگلے روز یعنی کل مورخہ ۲۷ فروری کو دو بجے بعد دوپہر اپنے وطن واپس جانے کے لئے ربوہ سے بذریعہ موٹر کار لائلپور روانہ ہو گئے وہاں سے آپ بذریعہ ہوائی جہاز لاہور اور کراچی ہوتے ہوئے عازم سویڈن ہونگے

اہل ربوہ نے کثیر تعداد میں لاریوں کے اڈہ پر جمع ہو کر آپ کو نہایت پُرخلوص طور پر الوداع کیا۔ احباب نے آپکو بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے اور آپ سے باری باری مصافحہ و معانقہ کیا۔ موٹر کار روانہ ہونے سے قبل مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے دعا کرائی۔ مکرم برادرم سیف الاسلام محمود صاحب نے رمضان المبارک کا مہینہ ربوہ اور قادیان میں گذارا۔ نیز آپ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ملاقات سے بھی مشرف ہوئے۔ اب آپ جماعت احمدیہ کے آنریری مبلغ کی حیثیت سے وطن واپس تشریف لے گئے ہیں۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو آپ بخیریت اپنے وطن پہنچیں اور خدمت اسلام کی آپ کو ہمیش از پیش توفیق ملے۔ آمین۔